The University of Osaka
Institutional Knowledge Archive

Title	会話文によるウルドゥー語初級文法の段階的学習について
Author(s)	山根, 聡
Citation	外国語教育のフロンティア. 2021, 4, p. 183-196
Version Type	VoR
URL	https://doi.org/10.18910/79370
rights	
Note	

The University of Osaka Institutional Knowledge Archive : OUKA

https://ir.library.osaka-u.ac.jp/

The University of Osaka

会話文によるウルドゥー語初級文法の段階的学習について

Step-by-step Learning through Conversational Sentences for Urdu Beginners

山根　聡

要約

ウルドゥー語文法を初めて学ぶ日本人学習者は、まずペルシア＝アラビア文字や発音を習得して、初級文法を学ぶこととなる。文法習得の際に重要なのは、生活文化のほか、文学や歴史、宗教などウルドゥー語文化圏の文化的背景に関する基礎的な知識を学ぶことである。また、文法習得とともに、それを活かした実践的な会話能力を身につけ、自分の意見を述べ、相手の話の内容を理解するようになることも必要となる。

以下に紹介するウルドゥー語の会話文は、ウルドゥー語話者と日本人学習者の会話という体裁で、段階的にウルドゥー語の初級文法を学ぶとともに、ウルドゥー語文化圏の諸相についての理解ができるように構成されている。合計で12の会話文となっているのは、１ページ分の会話が授業１回分に相当する分量となっており、12回で基本文法を学べるように構成しているためである。ペルシア＝アラビア文字とその発音の習得は日本人学習者にとって時間を要するため、文字と発音の習得には3回分程度の授業時間を費やす必要がある。そのうえで、本会話文を通した初級文法学習に入ることとなり、合計15回で初級文法を習得し、16回目に試験を実施することができる。ただし、最後の3つの会話文は、これまでの基本文法を活かして文化を学ぶことを主眼に置いた会話文であるため、新しい文法事項は含まれていない。したがって、仮に1つの会話文を1時間で読むことが不可能になり、最後の会話文まで進むことができなくなったとしても、初級文法の習得に大きな支障はない。また、ウルドゥー語の場合、主語の性や数によって動詞が変化するため、会話文の登場人物は男女をそれぞれ登場させて、主語の性や数をできる限り多様になるように設定している。学習後の実践的な会話の練習でこの会話文を利用する場合は、会話文の主語の性や数を学習者が変えることで、変化形に慣れることを目指す。

それぞれの会話文で段階的に習得する文法は以下の通りとなっている。

1. 後置詞や形容詞と名詞の組み合わせにおいて、名詞の性や数に応じて生じる変化（形容詞ا やہで終わらないもの）を学ぶ
2. 後置詞や形容詞と名詞の組み合わせにおいて、名詞の性や数に応じて生じる変化（形容詞がا やہで終わるもの）を学ぶとともに、「AのBのC」といった場合の名詞や後置詞の変化を学ぶ

3. さまざまな動詞による現在形を通して、主語の性や数によって動詞が変化することを学ぶ
4. 3 に続いて、さまざまな動詞を用いた現在形を学ぶ
5. 自動詞の過去形が主語の性や数によって変化することを学ぶ
6. 他動詞の過去形を学びつつ、これまでの文法によって理解可能な、有名なウルドゥーの詩句を理解する。
7. 進行形が主語の性や数によって変化することを学ぶ。
8. 進行形、完了形および未来形をこれまでの動詞の変化を念頭に置きながら学ぶ。
9. 進行形および受身形を学びつつ、ウルドゥー文学史を学ぶ
10. これまでの文法を用いつつ、ウルドゥー語の歴史を学ぶ
11. これまでの文法を用いた時事的な会話文を学ぶ
12. これまでの文法を用いた時事的な会話文を学ぶ

キーワード：ウルドゥー語教育、会話文、文化圏の教育

یامادا : السلام علیکم، مرغوب صاحب !

مرغوب : وعلیکم السلام ، یامادا صاحب !

یامادا : مرغوب صاحب، رمضان مبارک !

مرغوب : خیر مبارک ۔ آپ کا بہت شکریہ۔

یامادا : مرغوب صاحب، آپ کا کیا حال ہے؟

مرغوب : آپ کی دعا ہے، شکریہ۔ یامادا صاحب، آپ کا کیا حال ہے؟

یامادا: میں بالکل ٹھیک ہوں۔ مرغوب صاحب، یہ کیا ہے؟

مرغوب : یہ اردو شاعری کی کتاب ہے۔

یامادا : کیا اردو شاعری مقبول ہے؟

مرغوب: جی ہاں، اردو کی دنیا میں شاعری بہت مقبول ہے۔ اردو شاعری میں
غزل بہت مشہور ہے۔ اردو شاعری کی دنیا بہت خوب صورت ہے۔

یامادا: کیا اردو غزل مشکل ہے؟

مرغوب: جی ہاں ، شاعری سمجھنا کچھ مشکل ہے۔ لیکن اردو غزل بہت د لچسپ ہے۔

یامادا :اچھا۔۔۔

مرغوب : یامادا صاحب، کیا اردو زبان مشکل ہے؟

یامادا : جی ہاں، اردو لکھنا اور پڑھنا مشکل ہے لیکن بولنا اتنا مشکل نہیں۔

مرغوب: بہت اچھا۔

یامادا : مرغوب صاحب، اب اجازت د یجیے۔ میری کلاس ہے۔

مرغوب : اچھا۔ خدا حافظ ۔

یامادا : خدا حافظ !

احمد : السلام علیکم ، ساتو صاحبہ ، آپ کا کیا حال ہے؟

ساتو: میں اچھی ہوں، شکریہ۔ احمد صاحب، آپ کیسے ہیں؟

احمد: میں بالکل ٹھیک ہوں۔

ساتو: احمد صاحب، یہ آپ کے بچے ہیں ؟

احمد : جی ہاں، یہ میرا بیٹا ہے۔ یہ میرا بڑا بیٹا ہے ۔ آج میں اس کے ساتھ ہوں۔

ساتو:اچھا۔ آپ کے کتنے بچے ہیں ؟

احمد: میرے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ بڑا بیٹا کالج میں ہے اور چھوٹا بیٹا سکول میں ہے۔
بیٹی بھی سکول میں ہے۔

ساتو : بہت اچھا۔ بڑے بیٹے کا کیا نام ہے؟

احمد : بڑے بیٹے کا نام سلیم ہے اور چھوٹے بیٹے کا نام ندیم ہے۔ بیٹی کا نام خدیجہ ہے۔

ساتو : بہت خوب۔ آپ کی بیٹی کے سکول کا نام کیا ہے؟

احمد : بیٹی کے سکول کا نام "بیکن " سکول ہے۔ یہ پاکستان میں سب سے بڑا سکول ہے۔

ساتو: پاکستان میں بہت سے سکول ہیں نا؟

احمد : جی ہاں۔ پاکستان میں بے شمار سکول ہیں۔ سرکاری سکولوں کے ساتھ نجی سکول بھی
بہت ہیں۔

ساتو : کیا سکول صرف شہر میں ہیں یا گاؤں میں بھی ہیں؟

احمد : سرکاری سکول شہر اور گاؤں دونوں میں ہیں ۔ نجی سکول زیادہ بڑے شہروں میں
ہیں۔ سرکاری سکول کی تعلیم مفت ہے۔

ساتو : اچھی بات ہے۔ احمد صاحب، آپ کا بہت شکریہ۔

احمد : آپ کا بہت بہت شکریہ۔

تاناکا : فاطمہ صاحبہ، عید مبارک !

فاطمہ : تاناکا صاحب، خیر مبارک، بہت شکریہ۔

تاناکا : فاطمہ صاحبہ ،آپ لوگ رمضان کے مہینے میں روزہ رکھتے ہیں نا؟

فاطمہ: جی ہاں، ہم ایک ماہ کے لیے دن کے وقت کچھ نہیں کھاتے۔ دن کے وقت پینا بھی ممنوع ہے۔

تاناکا : یہ تو بہت مشکل کام ہے ۔ شام کو کچھ کھاتے ہیں؟

فاطمہ : جی ہاں۔ شام کو مغرب کے وقت جب سورج ڈو بتا ہے تو ہم روزہ کھولتے ہیں۔اس کو افطار کہتے ہیں۔ اور افطار کے
کھانے کو افطاری کہتے ہیں۔ روزہ رکھنا مسلمانوں پر فرض ہے ۔

تاناکا : کیا چھوٹے بچے بھی روزہ رکھتے ہیں؟

فاطمہ : جی نہیں، چھوٹے بچے یا بوڑھے لوگ روزہ نہیں رکھتے۔ مریض اور مسافر بھی نہیں رکھتے۔

تاناکا : اچھا۔ پھر پورا مہینہ روزہ رکھنے کے بعد آپ لوگ عید کیسے مناتے ہیں؟

فاطمہ : جب عید کا چاند نظر آتا ہے تو ہم عید مناتے ہیں۔ دوسرے دن ہم صبح صبح اٹھتے ہیں پھر عید کی نماز پڑھنے کے لیے گھر
سے نکلتے ہیں۔شہر میں بہت رونق ہوتی ہے۔

تاناکا : کیا عید کی نماز مسجد میں پڑھتے ہیں؟

فاطمہ : عید کی نماز کے لیے خاص جگہ ہے۔ اس کو "عید گاہ" کہتے ہیں ۔عام طور پر عید گاہ شہر کے باہر ہوتی ہے۔ لوگ عید
کے دن نئے کپڑے پہن کر نماز پڑھتے ہیں۔ اور اپنے دوستوں سے ملتے ہیں ،گلے ملتے ہیں، اورسلام کرتے ہیں۔ پھر
بچوں کو عیدی دیتے ہیں۔ عید کے موقع پر "عید کارڈ" بھی بھیجتے ہیں۔آجکل لوگ ای میل سے عید کارڈ بھیجتے ہیں۔

تاناکا : اچھا، ایسا تو جاپان میں بھی ہے یعنی آجکل جاپان میں نئے سال کے موقع پر کارڈ کی جگہ ای میل بھیجتے ہیں۔ فاطمہ صاحبہ بہ
ت بہت شکریہ۔ خدا حافظ ۔

فاطمہ : تاناکا صاحب، آپ کا بہت شکریہ۔ خدا حافظ۔

ناہید : السلام علیکم ، ناکاتا صاحب۔ آپ کتنے بجے یونیورسٹی آتے ہیں؟

ناکاتا : وعلیکم السلام، ناہید صاحبہ۔ میں منگل اور بدھ کو صبح آٹھ بجے یونیورسٹی پہنچتا ہوں۔

ناہید: واہ ! آپ بہت جلدی آتے ہیں۔ صبح صبح آپ یہاں کیا کرتے ہیں؟

ناکاتا : میری کلاس نو بجے شروع ہوتی ہے ۔ اس لیے میں جلدی آتا ہوں ۔ سوموار ، جمعرات اور جمعہ کو میں دس بجے آتا ہوں۔

ناہید: تو آپ منگل کو کتنے بجے جاگتے ہیں؟

ناکاتا : میں صبح چھ بجے اٹھتا ہوں۔ پھر منہ ہاتھ دھوتا ہوں۔ ناشتہ کر کے گھر سے سات بجے نکلتا ہوں۔

ناہید : کیا آپ ریل گاڑی سے یہاں آتے ہیں؟

ناکاتا : جی ہاں، میں اپنے گھر سے یہاں آنے کے لیے ریل گاڑی استعمال کرتا ہوں۔یہاں آنے میں کوئی ایک گھنٹہ لگتا ہے۔

ناہید: ناشتے میں آپ کیا کھاتے ہیں؟

ناکاتا : میں چاول اور کچھ سبزیاں کھاتا ہوں۔ اس کے بعد قہوہ پیتا ہوں۔

ناہید: اچھی بات ہے۔ یہاں آپ کیا پڑھتے ہیں؟

ناکاتا : میں یہاں اردو زبان پڑھتا ہوں۔ اور ساتھ ساتھ فارسی ، انگریزی اور ہندی بھی سیکھتا ہوں۔ فارسی بہت مشکل ہے۔ناہید صاحبہ کیا آپ فارسی سمجھتی ہیں؟

ناہید: جی نہیں۔ میں فارسی نہیں سمجھتی لیکن پڑھ کر اندازہ لگالیتی ہوں کیونکہ اردو میں بہت سے فارسی الفاظ ہیں۔ ناکاتا صاحب،ہفتہ اور اتوار کو آپ کیا کرتے ہیں ؟

ناکاتا : میں اپنے دوست کو ای میل کرتا ہوں پھر گانا گانے کے لیے باہر جاتا ہوں۔ کبھی کبھی فلم بھی دیکھتا ہوں۔

ناہید : فلم دیکھنے کے لیے سینیما گھر جاتے ہیں؟

ناکاتا : جی نہیں، میں اپنے گھر میں ویڈیو دیکھتا ہوں۔ آجکل ہندوستان کی فلمیں جاپان میں چلتی ہیں !

ناہید : واہ! ان فلموں سے آپ اردو گفتگو سیکھتے ہیں نا؟ اچھی بات ہے۔

ناکاتا: جی، میں کوشش کرتا ہوں۔

حسین : ناکامورا صاحبہ، آپ کہاں تھیں؟

ناکامورا : میں یونیورسٹی میں تھی۔ حسین صاحب، آپ کہاں تھے؟ کل آپ یونیورسٹی میں نہیں تھے، نا؟

حسین : جی، میں کل یونیورسٹی نہیں گیا۔ میں کیوٹو گیا تھا۔

ناکامورا : اچھا؟ خیریت؟

حسین : اصل میں میرا ایک پاکستانی دوست ٹوکیو سے آیا تھا اس لیے اس کو لے کر کیوٹو گیا۔

ناکامورا : پھر آپ لوگ کیوٹو میں کہاں گئے تھے؟

حسین : ہم آراشی یاما گئے تھے۔ کیونکہ ہم لاہور سے آئے ہیں ۔ وہاں کوئی پہاڑ نہیں۔ اس لیے پہاڑ دیکھنے سے ہم کو مزہ آتا ہے۔

ناکامورا : پھر مزہ آیا؟

حسین: بہت ! میرے دوست کو بھی بہت مزہ آیا تھا۔ پھر ہم شاہی قلعہ دیکھنے کے لیے گئے تھے۔ بہت بڑی جگہ تھی۔

ناکامورا : قلعہ تو بہت شاندار ہے ، نا؟

حسین: جی ہاں، لیکن اس کی شان تو کچھ مختلف تھی۔

ناکامورا : کیوں؟

حسین : عام طور پر دوسرے ملک میں قلعہ سونے، چاندی یا زیورات سے آراستہ ہوتا ہے ۔ مگر کیوٹو والے قلعہ میں ایسے زیوروں کا استعمال نہیں تھا۔ بلکہ درخت ہی درخت تھے ۔ہم سوچتے تھے کہ دو سو سال پہلے ان درختوں کو اگانے والے کیا تصور کرتے تھے۔ شائد اپنے بچوں کو، شاگردوں کو مستقبل کا منظر بتا تے تھے۔

ناکامورا : واہ واہ ، بہت خوب صورت ۔کیا پاکستان میں بھی قلعہ ہے؟

حسین : جی ہاں، کئی ہیں۔ لاہور میں مغلیہ دور کا قلعہ ہے ۔ اس کا نام شاہی قلعہ ہے۔ یہ لاہور کے پرانے شہر میں ہے اور بہت سے لوگ دیکھنے کے لیے آتے ہیں۔ جنوبی ایشیاء میں مغل بادشاہوں کے زمانے کی بہت سی عمارتیں ہیں ۔تاج محل بہت مشہور ہے۔

ناکامورا : میں کبھی اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتی ہوں۔

حسین: بہت اچھی بات ہے۔

ساتو : السلام علیکم، طاہر صاحب !

طاہر : وعلیکم السلام ، ساتو صاحبہ۔ آپ اردو کی کلاس میں کیا پڑھتے ہیں؟

ساتو : ہم آجکل اردو شاعری پڑھتے ہیں۔ آج ہم نے میر تقی میرؔ کی غزل پڑھی۔ بہت خوب صورت شاعری تھی۔

طاہر : واہ واہ ! میرؔ کا کوئی شعر سنائیے ۔

ساتو : ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا　　آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

طاہر : واہ ! بہت خوب ۔ آپ نے اچھا شعر سنایا۔ کیا آپ نے غالبؔ کا شعر بھی پڑھا ؟

ساتو : جی ہاں، میں نے مرزا غالبؔ کی غزل پڑھی۔ غالبؔ کا شعر بھی بہت اچھا ہے۔

موت کا ایک دن معین ہے　　نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

طاہر : بہت اچھا۔ ہندوستان کے مشہور گلو کار نے یہ شعر گایا ہے۔ ساتو صاحبہ ، اور سنائیے۔

ساتو : جی ہاں ۔ میں نے پچھلے مہینے علامہ اقبالؔ کا شعر پڑھا تھا۔ میں سناتی ہوں۔

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں　　ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

طاہر: بہت خوب، مجھے بہت خوشی ہوئی کہ آپ کو اردو غزل سے دلچسپی ہے۔ آپ نے اچھے اشعار یاد کیے ہیں۔ شاباش !

ساتو: بہت شکریہ ۔ میں نے جنوبی ایشیاء کے بارے میں کتابیں پڑھی تھی تو اس میں اردو غزل کا ذکر تھا۔

پھر مجھے دلچسپی ہوئی ۔ میں نے اردو غزل کی کتابیں پڑھنا شروع کیں۔

طاہر : بہت ہی اچھی بات ہے۔ کیا آپ نے کبھی مشاعرہ دیکھا ؟

ساتو : جی نہیں ، میں نے انٹرنیٹ پر دیکھا تھا ۔ کبھی اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتی ہوں۔

طاہر: آپ ضرور دیکھیے۔ بہت دلچسپ ہے۔ پھر آپ بھی غزل لکھیے۔

ساتو : مجھے غزل لکھنے کا طریقہ نہیں آتا ۔ غزل لکھنے کے لیے بحر اور قافیہ سمجھنا پڑتا ہے، نا؟

طاہر : کوئی بات نہیں ۔ پہلے آپ اردو غزل پڑھیے پھر کچھ لکھنا شروع کیجیے۔

ساتو : جی ہاں۔

تاکے دا : ناصر صاحب، آپ کیا کر رہے ہیں ؟

ناصر : میں اپنے دوست کو خط لکھ رہا ہوں۔

تاکے دا : آپ کے دوست کہاں رہتے ہیں؟

ناصر : وہ آجکل لندن میں رہتے ہیں۔ پہلے وہ دہلی میں تھے۔ دو سال پہلے وہ اپنے والدین کے ساتھ انگلستان چلے گئے۔

تاکے دا : کیا آپ اس کو ای میل نہیں کرتے ؟

ناصر : میں ای میل بھی کرتا ہوں ۔ ہندوستان پاکستان کے لوگ" وٹس ایپ" استعمال کرتے ہیں۔ میں بھی استعمال کر رہا ہوں۔

تاکے دا: پھر آپ کیوں خط لکھ رہے ہیں؟

ناصر : میں سوچ رہا تھا کہ مجھے کبھی اپنے ہاتھ سے خط لکھ کر بھیجنا چاہیے ۔ خط کا اپنا مزہ ہوتا ہے، نا؟

تاکے دا: جی ہاں، اس میں شک نہیں۔ خط ملنے کا اپنا مزہ ہے اور پڑھنے سے بہت مزہ آتا ہے۔ مجھے یاد آ رہا ہے کہ چند سال پہلے میرے بچپن کے دوست نے مجھے ای میل کی جگہ ایک خط بھیجا تھا۔ جب میں اسے پڑھ رہا تھا تو بچپن کی ایسی ایسی یادیں آ رہی تھیں ۔

ناصر : یہی بات ہے، نا؟ اسی لیے میں اپنے پرانے دوست کو خط لکھ رہا ہوں۔

تاکے دا:بالکل صحیح ہے۔ --- ہاں، ناصر صاحب ،آپ اگلے ہفتے کہیں جا رہے ہیں؟

ناصر : جی ہاں، میں اپنے بھائی کے ساتھ ٹوکیو جا رہا ہوں۔ اس لیے میں سفر کی تیاری بھی کر رہا ہوں۔

تاکے دا: لیکن ان دنوں بڑا طوفان آ رہا ہے۔

ناصر : جی ہاں۔ اس کے لیے ہم پریشان ہیں ۔ہم ہر روز ٹی وی دیکھ رہے ہیں کہ طوفان کب اور کہاں آ رہا ہے۔

تاکے دا: ہاں، ٹی وی والا بتا رہا ہے کہ اس جمعہ کو طوفان ناگویا پہنچ رہا ہے۔ پھر شمال کی طرف تیزی سے گزر رہا ہے۔

ناصر : دیکھیے، طوفان کہاں آ رہا ہے۔

تاکے دا: آپ خیریت سے جائیے۔ ٹوکیو میں مزہ کیجیے۔

ناصر : ان شاء اللہ

خدیجہ : کونو صاحب، آپ کہاں جا رہے ہیں ۔

کونو : میں چائے خانہ جا رہا ہوں ۔ وہاں اپنے دوستوں سے ملوں گا۔ چائے پیوں گا۔اور کچھ میٹھا بھی کھاؤں گا۔

خدیجہ : یہ چائے خانہ کہاں ہے ؟

کونو : چائے خانہ ای شی باشی سٹیشن کے قریب ہے۔ یہاں سے پیدل بیس منٹ کا فاصلہ ہے۔

خدیجہ : اچھا، آپ کو مٹھائی پسند ہے۔ مجھے پتہ نہیں تھا۔

کونو : جی ہاں، مجھے مٹھائی بہت پسند ہے۔

خدیجہ ، کیا آپ کو پاکستانی مٹھائی بھی پسند ہے ؟

کونو: جی ہاں، مجھے پاکستانی مٹھائی بہت پسند ہے۔ خاص طور پر رس ملائی اور گلاب جامن پسند کرتا ہوں۔ میں انھیں خود بنانا چاہتا ہوں۔

خدیجہ: تو ہمارے گھر میں گلاب جامن ہے۔ کیا آپ پسند کریں گے؟ اگر آپ کھانا چاہیں گے تو میں لاتی ہوں۔

کونو : واہ واہ ، بہت شکریہ! اگر آپ کل لائیں گی تو بہت اچھا ہے ۔ میں ضرور کھاؤں گا۔ کل آپ کتنے بجے تشریف لائیں گی؟

خدیجہ : کل صبح میں سوئی تا کیمپس جا رہی ہوں پھر یہاں تویوناکا آؤں گی۔ کوئی گیارہ بجے یہاں پہنچوں گی۔

کونو: اچھا ہے۔ تو کل گیارہ بجے ہم کہاں ملیں گے؟ جگہ بتائیں تو میں اسی جگہ پر آؤں گا۔

خدیجہ : ٹھیک ہے، جب میں سوئی تا کیمپس سے نکلوں گی تب آپ کو میل کروں گی۔

کونو : بہت شکریہ۔ میں آپ کے میل کا انتظار کروں گا۔ آپ کو کہاں سے پاکستانی مٹھائی ملتی ہے ؟

خدیجہ : اوساکا میں ایک پاکستانی رستورنٹ ہے، وہاں سے مٹھائی ملتی ہے۔ کیا آپ جانا چاہتے ہیں؟

کونو : جی ہاں ، میں جانا چاہوں گا۔ پھر مٹھائیاں خریدوں گا۔ اگر ممکن ہو تو میں بنانے کا طریقہ سیکھوں گا۔

خدیجہ : اچھی بات ہے ۔ میں آپ کو ریسٹورنٹ کا پتہ دے دوں گی۔

کونو : بہت شکریہ۔ میں آج ہی اپنے دوستوں کے ساتھ جاؤں گا۔ خدیجہ صاحبہ، اب مجھے اجازت دیجیے۔

خدیجہ : او کے، خدا حافظ۔ اپنے دوستوں کو میری طرف سے سلام کہیے ۔

کونو : بہت شکریہ۔ آپ بھی اپنے گھر والوں کو ہمارا سلام پہنچا دیں۔ خدا حافظ۔

اقبال : تاکاگی صاحب، آپ کیا پڑھ رہے ہیں ؟

تاکاگی : جی ، اس وقت میں اردو ادب کی تاریخ پڑھ رہا ہوں۔ بہت دلچسپ ہے۔

اقبال: واہ واہ، یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ اس میں کیا لکھا ہوا ہے؟

تاکاگی : اردو زبان کی تاریخ ایک ہزار سال پرانی ہے جب مسلمانوں نے عرب ، ایران اور وسط ایشیاء سے شمالی ہندوستان میں آ کر اپنی حکومت قائم کی تھی۔ اس وقت شمالی ہندوستان میں جو زبان بولی جاتی تھی، اس کے ساتھ وسط مشرقی اور وسط ایشیائی علاقے کی زبانوں کے الفاظ اور آوازوں کا ملاپ شروع ہوا۔ اس کا خوب صورت نتیجہ اردو ہے۔

اقبال : بالکل صحیح ہے۔ اردو کی ترقی دلی کے علاقے میں ہوئی تھی۔

تاکاگی : لیکن پندرھویں صدی کے آخر میں جب مسلمانوں کی حکومت دکن میں قائم ہوئی تب وہاں بھی اردو ادب شروع ہوا تھا نا؟

اقبال: شاباش ! اس زمانے کے ادب کو " دکنی ادب " کہتے ہیں۔ یہ اردو کی پرانی شکل سمجھی جاتی ہے۔

تاکاگی : اقبال صاحب، شمالی ہندوستان میں اردو کا فروغ اس وقت کیوں نہیں ہوا ؟

اقبال : وجہ یہ ہے کہ اس زمانے میں شمالی ہندوستان میں مغلیہ حکومت تھی اور فارسی استعمال ہو رہی تھی۔ فارسی ہی سرکاری زبان کے طور پر استعمال کی جا رہی تھی۔ اردو عام بول چال کی حیثیت رکھتی تھی۔ پھر اٹھارھویں صدی میں فارسی کی جگہ اردو بہت مقبول ہو گئی۔ اٹھارھویں صدی میں میر تقی میرؔ، سوداؔ اور دردؔ جیسے بڑے شاعروں نے بہت خوب صورت شاعری کی ۔ پھر جب افغان اور ایران کے بادشاہوں کا حملہ دلی پر ہوا تو بیشتر شاعر دلی سے لکھنو چلے گئے ۔ وہاں لکھنو میں اردو ادب کا فروغ ہوا۔

تاکاگی : بہت اچھا۔ پھر انگریز آ گئے تھے نا؟ اور اسی زمانے میں مرزا غالبؔ دلی میں تھے۔

اقبال : جی ہاں ۔ انیسویں صدی میں جب اس خطے میں انگریز آ گئے تو انگریزوں نے نئے علوم کا تعارف کرایا ۔ اس سے پہلے اردو شعرا عشق کو موضوع بنا کر شاعری کرتے تھے لیکن نئے زمانے کے تقاضے کے مطابق شعرا نے معاشرے کے بارے میں بھی شاعری کرنا شروع کی۔ اور اب مختلف اور نئے موضوعات پر شاعری کی جا رہی ہے۔تاکاگی صاحب ، اگر آپ کو کتاب پڑھتے ہوئے کوئی سوال ہو تو بے شک مجھ سے پوچھ لیجیے ۔ مجھے خوشی ہو گی۔

ساوادا : روبینہ صاحبہ، میں اردو زبان کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔

روبینہ : جی ، ساوادا صاحب ، بتائیے ، آپ کیا جاننا چاہتے ہیں ؟

ساوادا : اردو اور ہندی میں کیا فرق ہے؟ کیا صرف رسم الخط کا فرق ہے؟

روبینہ : یہ بہت دلچسپ سوال ہے ۔ بیشتر لوگ سمجھتے ہیں کہ اردو عربی رسم الخط میں لکھی جاتی ہے اور ہندی ناگری رسم الخط میں۔ پھر بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اردو میں بہت سے عربی ، فارسی اور ترکی الفاظ ہیں اس کے بر عکس ہندی میں سنسکرت کے الفاظ کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ یہ دونوں باتیں کسی حد تک درست ہیں مگر صرف ان دو باتوں سے ان دو زبانوں کی خصوصیت کو بتا دینا درست نہیں۔ کیونکہ ان دو زبانوں کا نام کسی زمانے میں ایک ہی تھا، یعنی ہندوی تھا۔ ہندوی کسی مخصوص مذہب کو ماننے والوں کا نام نہیں۔ یہ ہندوستان کے باشندوں کو کہتے ہیں۔ اس لیے ہندوی کا مطلب ہندوستان میں رہنے والوں کی زبان ہے۔

ساوادا : تو پھر اردو کا نام کیسے آ گیا؟

روبینہ : مغل بادشاہ شاہ جہاں کے زمانے میں دہلی شہر میں فصیل بنائی گئی ۔ اور اس فصیل کے اندر شاہی خاندان کے لوگ ، رئیس ، پھر ان لوگوں کے یہاں کام کرنے والے مقامی لوگ رہتے تھے۔ اس جگہ کا نام اردو تھا۔ قلعہ کے لوگ فارسی استعمال کر رہے تھے۔ اس لیے وہاں کے مقامی لوگوں نے اپنی بولی میں فارسی الفاظ شامل کر کے بولنا شروع کیا تھا۔ اور ایسی آوازوں کو شامل کر دیا جو مقامی بھاشا میں نہیں تھیں۔ اس کے نتیجے میں ایک مخصوص زبان پیدا ہو گئی۔ لوگوں نے اس کو "زبانِ اردو ئے معلی شاہ جہاں آباد" کا نام دیا۔ اور اب اس کا نام اردو ہو گیا۔ مغلیہ دور میں اردو کا نام مقبول ہو گیا تھا اور انگریز بھی یہ زبان سیکھتے تھے تاکہ مقامی لوگوں کے ساتھ گفتگو کر سکیں۔ مگر انگریزوں نے اس کا نام "ہندوستانی " رکھا۔

ساوادا: ایسا کیوں ہوا ؟

روبینہ : وجہ یہ تھی کہ اردو دہلی کے مخصوص علاقے کا نام تھا۔ انگریز چاہتے تھے کہ وہ لوگ ایسی زبان بولیں جو ہندوستان کے بیشتر علاقے میں مستعمل ہو۔ انگریزوں کے زمانے میں"ہندوستان" پورے ہندوستان کو کہتے تھے اور شمالی ہندوستان کو بھی ۔ پھر انگریزوں کے زمانے میں مذہبی اختلاف کا مسئلہ شروع ہوا تھا تب ناگری رسم الخط استعمال کرنے کی تحریک شروع ہو گئی۔

سوزوکی : مجاہدہ صاحبہ ،آپ نے کل ٹی وی دیکھا؟

مجاہدہ : جی نہیں، میں نے نہیں دیکھا۔کل میں اپنی سہیلی کے پاس گئی تھی۔ سوزوکی صاحب، کیا بات ہے، خیریت؟

سوزوکی : آجکل جاپان میں سپورٹس کے کئی پروگرامز ہیں ، رگبی فٹ بال، والی بال، جم ناسٹکس وغیرہ۔بہت دلچسپ ہیں اور جاپانی کھلاڑی اچھا کھیل کھیل رہے ہیں۔ کل رات والا رگبی کا میچ بہت پسند کیا گیا۔ والی بال کے میچ کے ساتھ ہم لوگ چینل تبدیل کرنے میں بہت مصروف تھے۔شہر میں کئی جگہوں پر لوگ اکٹھے دیکھ رہے تھے، بہت شور مچایا گیا۔

مجاہدہ : بہت دلچسپ ہے، کیوں کہ جاپان میں میں نے لوگوں کو شور مچاتے ہوئے بہت کم دیکھاہے ۔یہ دلچسپ ہے کہ جاپانی لوگ بھی شور مچاتے ہیں ۔ شائد اگلے سال جاپان میں اولیمپک گیمز منعقد ہونے والے ہیں ۔ اس لیے لوگ بڑی دلچسپی سے دیکھ رہے ہوں گے۔

سوزوکی : جی ہاں، ان دنوں جتنے کھیل ہو رہے ہیں یہ اولمپک کا حصہ بھی سمجھے جاتے ہیں۔

مجاہدہ : بہت اچھا۔ جاپان میں کونسا کھیل پسند کیا جاتا ہے ؟

سوزوکی : بہت سے کھیل پسند کیے جاتے ہیں، بیس بال بہت مقبول ہے ۔ فٹ بال بھی خوب دیکھا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ، تیراکی، باسکٹ بال ، ٹیننس ، بیڈ منٹن بھی مقبول ہے۔ مجاہدہ صاحبہ، پاکستان میں کونسا کھیل پسند کیا جاتا ہے ؟

مجاہدہ : پاکستان میں ہاکی اور کرکٹ بہت مقبول ہیں۔ ہاکی قومی کھیل ہے لیکن کرکٹ بھی لوگ بہت پسند کرتے ہیں۔ جب کرکٹ کا میچ ہوتا ہے تو لوگ پاگل ہو جاتے ہیں !

سوزوکی : پاکستان کے وزیر اعظم عمران خان صاحب کرکٹ کے مشہور کھلاڑی تھے نا؟

مجاہدہ : جی ہاں۔ آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔ عمران خان صاحب پاکستانی قومی ٹیم کے کپتان تھے۔ اور ورلڈ کپ جیت گئے۔ جب والڈ کپ جیت گئے تھے تو قومی ہیرو مانے گئے تھے۔ اس کے بعد انھوں نے اپنی بیمار والدہ کی یاد میں ہسپتال بنوانے کی تحریک چلائی ۔کہا جاتا ہے کہ وہ اس کے بعد سیاست میں آگئے ۔ اب پاکستان میں تحریک انصاف نامی پارٹی کے صدر ہیں۔

سوزوکی : اچھا۔ میں پاکستان کی سیاست کے بارے میں آپ سے پوچھوں گا۔

مجاہدہ: جی ہاں، ضرور پوچھیے ۔ مجھے خوشی ہو گی۔

مائے دا : السلام علیکم ، فرح صاحبہ، آپ کیسی ہیں؟

فرح : میں اچھی ہوں، پوچھنے کا بہت شکریہ۔ آپ کے گھر والے سب خیریت سے ہیں نا؟

مائے دا: جی ہاں، آجکل کرونا کی وجہ سے لوگ باہر کم جاتے ہیں۔زندگی بدل گئی بلکہ دنیا ہی بدل گئی۔

فرح: بالکل صحیح ہے۔ پاکستان میں بھی کرونا کا بہت برا اثر پڑا۔ کافی جانی نقصان بھی ہوا ہے۔

مائے دا: یہ تو جاپان میں بھی ہو رہا ہے۔ بلکہ دنیا بھر میں یہ مسئلہ ہو گیا۔ ہمارے یہاں اس سال موسم گرما میں اولیمپک گیمز منعقد ہونے والے تھے، وہ اگلے سال منعقد ہو ں گے۔

فرح : یہ تو مجبوری ہے۔ کیا آپ اگلے سال اولیمپک دیکھنے کے لیے جائیں گے؟

مائے دا: جی ، دیکھنا چاہتا ہوں لیکن ٹکٹ ملنا بہت ہی مشکل ہے۔ اگر ٹکٹ ملے تو میں ضرور جاؤں گا۔

فرح : دعا کرتی ہوں کہ آپ کو ٹکٹ مل جائے۔ آپ کا پسندیدہ کھیل کیا ہے؟

مائے دا: مجھے فٹ بال دیکھنا پسند ہے۔ میرے شہر میں فٹ بال کی مشہور ٹیم ہے۔ کبھی کبھی میں مقابلہ دیکھنے جاتا ہوں۔ ان دنوں کرونا کی وجہ سے مقابلہ نہیں ہو رہا تھا اب شروع ہونے والا ہے۔

فرح: تو آپ ضرور دیکھنے جائیں گے۔

مائے دا: ہاں، دیکھنا چاہتا ہوں بلکہ ضرور دیکھوں گا۔ لیکن دیکھنے کے لیے یہ شرط ہے کہ خاموشی سے دیکھیں۔ شور مچانا منع ہے۔

فرح : او ہو، یہ بھی مجبوری ہے کیوں کہ اونچی آواز میں بولنے سے کرونا کسی دوسرے کو لگ سکتا ہے۔ پھر بتائیے مقابلہ کیسا تھا۔

مائے دا: جی ہاں۔ فرح صاحبہ،مجھے اجازت دیجیے۔ میری کلاس ہونے والی ہے۔

فرح : اچھا، جاپان میں کلاسیں شروع ہو گئی ہیں۔

مائے دا: شروع تو ہو گئی ہیں مگر بیشتر کلاسیں آن لائن ہو رہی ہیں۔

فرح : پاکستان میں ستمبر سے کلاس شروع ہو گئی ہے لیکن ابھی کم لوگ شرکت کر رہے ہیں۔

مائے دا: واقعی دنیا بدل گئی ہے۔

فرح: جی ہاں، ان شاء اللہ عنقریب بہتر ہو جائے گی۔